قربانی کے فضائل و مسائل

سوال وجواب کے تناظر میں

ترتیب

مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی

ناشر

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ

امام احمد رضا روڈ، بھیونڈی، ضلع تھانہ، مہاراشٹر

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (القرآن الحکیم، الکوثر، ۲)
ترجمہ: تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، کنزالایمان

قربانی کے فضائل ومسائل

سوال و جواب کے تناظر میں

مرتب
مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی
صدر المدرسین
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر
ناسک، مہاراشٹر

ناشر
سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ (ٹرسٹ)
امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی، ضلع تھانہ، مہاراشٹر

تفصیلات

نام رسالہ	:	قربانی کے فضائل ومسائل [سوال وجواب کے تناظر میں]
نام مرتب	:	مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی
تصحیح	:	مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد شہزاد عالم ضیائی / مولانا محمد اظہر عالم امجدی
سنہ اشاعت	:	ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ (ٹرسٹ)
		امام احمد رضا روڈ، کوٹر گیٹ، بھیونڈی، ضلع تھانہ، مہاراشٹر

ملنے کے پتے

☆ نوری دار الافتا، سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ، بھیونڈی، تھانہ، مہاراشٹر

☆ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک، مہاراشٹر

مرتب سے رابطے

MOHAMMAD MUSHTAQUE AHMAD OWAISI AMJADI

Principal:Imam Ahmad Raza learning & Research centre,Nasik,MH

Add:Ahmadpur,(Ufrel)Post.Kurhela,Bobra,Katihar,Bihar

Mohammadmushtaquea@gmail.com

MOB:8830789911/8757517239

مشمولات

تقریظ جمیل

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی آل مصطفیٰ مصباحی مدظلہ العالی

صدر شعبۂ افتا: جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی

قربانی کے ضروری مسائل پر مشتمل اس مجموعہ (قربانی کے فضائل ومسائل سوال وجواب کے تناظر میں) کو عزیز مکرم جناب مولانا محمد مشتاق احمد اویسی امجدی زید مجدہ نے ترتیب دیا ہے، قربانی کا وقت سال میں ایک مرتبہ دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو آتا ہے اس وقفے میں بہت سے ضروری گوشے لوگوں کے ذہن سے اوجھل ہوجاتے ہیں جن کی یاد دہانی اور جدید لب ولہجہ میں مسائل کی تفہیم وتنقیح از بس ضروری ہے، کچھ تو ایسی صورتیں ہیں کہ اگر آدمی ان کی طرف عمدا اپنی توجہ مبذول نہ کرے تو قربانی ہی نہیں ہوگی اور وجوب ذمے میں باقی رہ جائے گا یونہی بہت سی عورتیں اور مرد ایسے ہوتے ہیں جو اس زعم فاسد میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم پر قربانی واجب نہیں جبکہ شرعی نقطہ نظر سے ان پر قربانی واجب ہوتی ہے اگر وہ اسے ادا نہ کریں تو گنہگار ہوتے ہیں جیسے عورتوں کے پاس غیر مستعمل بقدر نصاب سامان جہیز وغیرہ کا ہونا اور مردوں کے پاس استعمال وحاجت کے علاوہ اتنے غیر نامی سامان کا ہونا جو نصاب کو پہونچتے ہوں ظاہر ہے کہ یہ صورتِ حال وجوبِ قربانی کی ہے لیکن عموما اس سے لوگ غافل رہتے ہیں، اسی طرح بڑے جانور کی قربانی میں بدمذہبوں کو شریک کرنے کا مسئلہ ابھی تک تساہلی وبے توجہی کا شکار ہے، بہت سے لوگ اس کا خیال نہیں کرتے جبکہ بدمذہب کی بدمذہبی اگر حد کفر کو پہونچتی ہو تو کسی ایک بدمذہب کی شرکت سے شرکا میں سے کسی کی قربانی شرعا صحیح نہیں ہوگی، یہاں اس مسئلہ کی بھی وضاحت کردینا مناسب ہے کہ کسی کے پاس اگر صرف اتنی زمین غیر تجارت ہے جس کی قیمت نصاب کو پہونچ رہی ہو تو اس پر قول راجح ومختار کے مطابق قربانی واجب ہے۔

پوری کتاب پر تو یہ فقیر نظر نہیں ڈال سکا البتہ مولانا مبشر رضا زید مجدہ کے توسط سے

مجموعہ کی فہرست اور چند صفحات بذریعہ واٹس ایپ دیکھنے کا اتفاق ہوا، مجموعۂ مسائل کی فہرست سے عیاں ہے کہ مولف زید مجدہ نے بقدر ضرورت راجح مسائل کا انتخاب کر کے عوام کے سامنے پیش کرنے کی سعی کی ہے، مولیٰ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعا گو

آل مصطفیٰ مصباحی

خادم تدریس وافتا: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو، یوپی

۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳/ جولائی ۲۰۱۹ء

(ارقام بذریعہ فون)

کلمات تبریک

فقیہ اہل سنت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی مدظلہ النورانی

صدر مفتی نوری دارالافتا بھیونڈی وشیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ کلیان، مہاراشٹر

مبسملا وحامدا ومصلیا ومسلما

قربانی جہاں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کی عظیم یادگار ہے وہیں رضائے الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ بھی، اسی لیے دیگر عبادتوں کی طرح قربانی کی صحت وفساد اور احکام وشرائط تفصیل سے کتب فقہ میں مسطور ومرقوم ہیں، تاریخ وسِیَر اور فقہ وفتاویٰ کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں قربانی کے احکام وشرائط اور اصول وآداب تفصیل یا اجمال سے مذکور نہ ہوں لیکن چونکہ قربانی کا حکم مخصوص ماہ اور مخصوص ایام سے متعلق ہے وہ بھی سال میں ایک مرتبہ، اس لیے عوام اس کے احکام ومسائل سے خاطرخواہ واقفیت نہیں رکھتے۔

قابل مبارکباد ہیں محب گرامی مفتی محمد مشتاق احمد اویسی امجدی (استاذ شعبۂ تحقیق امام احمد رضا ریسرچ سینٹر ناسک وخلیفہ حضور محدث کبیر) جنہوں نے عوام کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جوابات خوبصورت پیرائے میں معتبر ومستند کتب فقہ وفتاویٰ سے یکجا کیا ہے جو یقیناً عوام وخواص سب کے لیے مفید ہے۔

مرتب موصوف ابھی نوجوان اور قرطاس وقلم کے میدان میں نووارد ہیں لیکن طرزِ تحریر دلنشیں، اسلوبِ نگارش محققانہ اور اندازِ بیاں شیریں ہے، موصوف ابھی جوان ہیں اور ان کی خدمات میں اخلاص وللہیت کی خوشبو اور خدمت خلق کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مرتب موصوف کی عمر میں، علم میں اور اقبال میں مزید ترقی عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔ فقط والسلام۔

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی غفرلہ

۱۸ر ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ/ جولائی ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: قربانی کیوں کرتے ہیں؟

جواب: بندۂ مومن کی بندگی کی یہ معراج ہے کہ اسے جس بات کا حکم دیا جائے بلا چوں و چرا اسے بجالائے اور اللہ کا شکر ادا کرے کہ اُس نے اِسے اپنے حکم پر سرِ نیاز خم کرنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ تصورِ حیات ایک عام بندۂ مومن کے بارے میں ہے اور جو لوگ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہیں وہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ خود کو رضائے مولیٰ کے لیے تیار رکھتے ہیں خصوصا حضرات انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام چنانچہ ابوالانبیا حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت میں مخلص پایا اور انہیں اپنا خلیل بنالیا تو بطور آزمائش حکم دیا کہ اپنے اکلوتے اور پیارے بیٹے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کو میری راہ میں قربان کرو، اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہی آپ راضی برضائے الٰہی ہوگیے اور اپنے بیٹے کو راہ حق میں قربان کرنے میں کچھ دریغ نہ فرمایا، رب تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبۂ شکر اور ادائے بندگی کو پسند فرما کر آپ کے درجات و مراتب میں مزید بلندی عطا فرمائی اور آپ کی اس محبوب ادا کو صبح قیامت تک زندہ رکھنے کے لیے آپ کے بعد کی امتوں میں اس کا حکم باقی رکھا، قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے، ایک مقام پر رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَّآ إِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ [الصّٰفّٰت، ۱۰۴، ۱۰۹]۔

ترجمہ: اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھائی ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقہ میں دے کر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر [کنزالایمان]۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قربانی ابوالانبیا حضرت سیدنا ابرہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی محبوب یادگار ہے جو امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلوۃ والسلام) میں باقی رکھی گئی ہے، اسی عظیم یادگار کو قائم رکھنے اور اللہ کے حکم سے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی

سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم قربانی کرتے ہیں اور صبح قیامت تک اہل ایمان قربانی کرتے رہیں گے۔

سوال: اسلام میں قربانی کا کیا مقام ہے؟

جواب: قربانی اسلام کا عظیم شعار ہے جس کی عظمت وفضیلت، مقام ومرتبہ اور اہمیت وافادیت متعدد حدیثوں میں مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے، ذیل میں چند احادیث کریمہ درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى طِيْبَةً نَفْسَهُ مُحْتَسِبًا لِاُضْحِيَّتِهٖ كَانَتْ حِجَابًا مِنَ النَّارِ [کنز العمال، ۳/۱۷، حدیث: ۳۵۷]

ترجمہ: حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی وہ آتش جہنم سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا عَمِلَ ابْنِ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاَنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً [مشکوۃ المصابیح، ۱۲۸]۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ وبال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے، لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

(۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ: قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيْ؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔ قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ

،قَالُوْا:فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللهِ؟قَالَ:بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ[ابن ماجه،باب ثواب الاضحیة،۲۲۶]

ترجمہ: زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم "علیہ السلام" کی سنت ہے، پھر صحابۂ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا کہ ہر بال کے بدلے نیکی ہے، عرض کی: اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔

(۴)عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ تَعالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ لِفَاطِمَۃَ:قُوْمِیْ یَافَاطِمَۃُ فَاشْھَدِیْ اُضْحِیَّتَكِ؟اَمَااِنَّ لَكِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا مَغْفِرَۃُ کُلِّ ذَنْبٍ اَصَبْتِیْهِ اَمَا اِنَّه یُجَاءُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامِۃِ بِلُحُوْمِھَا وَدِمَاءِھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا ثُمَّ تُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِكَ قَالَ اَبُوْسَعِیْدِ الْخُدْرِیْ اَیْ رَسُوْلَ اللهِ!أَھٰذِهٖ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً فَھُمْ اَھْلٌ لِمَا خَصُّوْا بِهٖ مِنْ خَیْرٍ؟اَمْ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ وَلِلنَّاسِ عَامَّۃً؟قَالَ بَلْ ھِیَ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ وَالنَّاسِ عَامَّۃً۔[کنز العمال،۵/۲۲۱]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! کھڑی ہو اور اپنی قربانی پر حاضر ہو بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور سنو! قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور اس کو ستّر درجہ بڑھا کر تیرے میزان میں وزن کیا جائے گا، حضرت ابوسعید خدری نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا یہ اجر صرف آل محمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ وہ اس خیر کے اہل ہیں یا یہ آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ یہ اجر آل محمد اور تمام لوگوں کے لیے ہے۔

مذکورہ احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ اسلام میں قربانی کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، بلاشبہ قربانی قربِ خداوندی، نجاتِ اخروی اور سعادتِ ابدی کا مضبوط ذریعہ اور عذابِ الٰہی سے حفاظت کا بہترین سبب ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ انتہائی اہتمام اور غایت احترام کے ساتھ اس عبادت کو بجالائیں۔

قربانی کے مسائل اور احکام اہم ترین مسائل دین سے ہیں جو کمال اہتمام اور غایت احتیاط کے مقتضی ہیں مگر یہ حالات کی ابتری وتنزلی ہے کہ آج لوگ قربانی جیسے اہم اور دینی کام میں غیر معمولی غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس معاملہ میں بڑی آسانی سے غلطی کے شکار ہو کر اپنی قربانیاں ضائع و برباد کر دیتے ہیں جس کی درجنوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر یہاں مثالوں سے صرف نظر کرتے ہوئے قارئین کی ضیافت طبع کے لیے معتمد ومستند کتب فقہ وفتاویٰ سے قربانی کے کچھ ضروری اور بنیادی مسائل پیش کیے جاتے ہیں۔

سوال: کیا قربانی کا چاند نظر آنے کے بعد بال کٹوانا اور ناخن ترشوانا منع ہے؟ اگر کسی نے ناخن تراشوالیا یا بال کٹوالیا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: حکم تو یہی ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد وہ نہ بال کٹوائے اور نہ ناخن ترشوائے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَاٰیَ مِنْکُمْ ھِلَالَ ذِی الْحِجَّۃِ فَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَقْرُبَنَّ لَہٗ شَعْرًا وَلَا ظُفْرًا [سنن ابن ماجه، ۲/۲۲۷]۔

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور اسے قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ نہ بال کاٹے نہ ناخن۔

مگر چاند دیکھ کر بال نہ کٹوانا اور ناخن نہ ترشوانا صرف مستحب ہے، واجب نہیں لہذا اگر کسی نے بال کٹوا لیے یا ناخن ترشوا لیے تو خلاف مستحب کیا لیکن اس کی قربانی میں کچھ کمی نہیں ہوگی، فقیہ بے بدل امام احمد رضا قدس سرہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: یہ حکم صرف استحبابی ہے کرے تو بہتر، نہ کرے تو مضائقہ نہیں، نہ اس کو حکم عدولی کہہ سکتے ہیں نہ قربانی میں نقص آنے کی کوئی وجہ بلکہ اگر کسی شخص نے ۳۱؍ دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر ناخن نہ تراشے ہوں، خط بنوایا نہ ہو کہ چاند ذی الحجہ کا ہوگیا تو وہ اگرچہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس مستحب پر عمل نہیں کرسکتا کہ اب دسویں تک رکھے گا تو ناخن وخط بنوائے ہوئے اکتالیسواں دن ہو جائے گا اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے، فعل مستحب کے لیے گناہ نہیں کرسکتا [فتاویٰ رضویہ، ۸ / ۳۸۵]۔

سوال: قربانی کس کس پر واجب ہے؟

جواب: ہر وہ مسلمان جو آزاد، بالغ، مقیم اور حاجت اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ رگرام اور ۳۶ رملی گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ رگرام اور ۴۸ رملی گرام) سونا یا ان میں سے اقل نصاب (ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۱۲ رگرام اور ۳۶ رملی گرام) چاندی کی قیمت کے برابر روپے پیسے یا سامان تجارت یا غیر تجارت کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے [بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ، ۸ / ۳۹۴]۔

سوال: کیا عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے؟

جواب: اگر عورتوں کے پاس سونا چاندی کے زیورات ہوں یا حاجت سے زائد سامان جہیز جس کی قیمت مذکورہ نصاب کو پہونچتی ہو تو دیگر شرائط کے ساتھ عورتوں پر بھی قربانی واجب ہے، بہار شریعت میں ہے: قربانی عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے [۳ / ۳۳۲]۔

سوال: جس پر قربانی واجب ہو کیا ہر سال اسے اپنے نام سے قربانی کرنا ضروری ہے؟ اگر ایک سال اپنے نام سے قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شخص مذکور ہر سال ایام قربانی میں مالک نصاب رہتا ہے تو دیگر شرائط کے ساتھ اس پر ہر سال قربانی واجب ہے، صرف ایک سال اپنے نام سے قربانی کر لینا ہر سال کی طرف سے کافی نہ ہوگا یونہی اپنے نام سے نہ کر کے اپنے لڑکے یا بیوی کے نام سے قربانی کر لینے سے وہ شخص بری الذمہ نہ ہوگا اگر چہ جن کے نام سے کرے گا اس کی طرف سے نفلی قربانی درست ہو جائے گی۔ صدر الشریعہ مفتی امجدی علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: جس پر قربانی واجب ہے اس کو خود اپنے نام سے قربانی کرنی چاہیے، لڑکے یا زوجہ کی طرف سے کرے گا تو واجب ساقط نہ ہوگا [فتاویٰ امجدیہ، ۳/۳۱۵]۔

سوال: اگر ایک گھر میں چند افراد ہوں اور سبھی مالک نصاب ہوں تو سب پر قربانی واجب ہے یا صرف گھر کے مالک پر؟ اگر صرف گھر کا مالک قربانی کر لے تو کیا سب کی طرف سے قربانی ادا ہو گی؟

جواب: اگر واقعی گھر کے سبھی افراد مالک نصاب ہیں تو سب پر قربانی واجب ہے

محض مالک مکان کے قربانی کرلینے سے سب کی جانب سے قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ سب کے سب جدا جدا قربانی کریں، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہوسکتی ہے نہ سوائے مالک نصاب کے کسی اور پر واجب ہے اگر اس کی بالغ اولاد میں کوئی خود صاحب نصاب ہوتو وہ اپنی قربانی جدا کرے یونہی زکوۃ جس جس پر واجب ہے یہ الگ الگ دیں ایک کی زکوۃ سب کی طرف سے نہیں ہوسکتی [فتاویٰ رضویہ، ج ۸: ص ۳۹۲:]۔

سوال: قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوعِ صبح صادق سے بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں جسے ایام نحر کہتے ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: قربانی یوم نحر تک یعنی دسویں سے بارہویں تک جائز ہے آخر ایام تشریق تک کہ تیرہویں ہے جائز نہیں [فتاوی رضویہ، ۳۸۶/۸]۔

ان دنوں میں سب سے افضل دسویں پھر گیارہویں پھر بارہویں ہے نیز شہر میں قربانی کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہاں نماز عید ہوجائے، نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہوسکتی اور دیہات میں طلوعِ آفتاب کے بعد قربانی کرنا افضل ہے، اسی میں ہے: اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو، اگر نماز سے پہلے کرلی، قربانی نہ ہوئی، اگرچہ قربانی دیہاتی کی ہو [۸ / ۳۳۳]۔

ضروری تنبیہ: آج کل نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین قربانی کے ایام تین دن کے بجائے چار دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ بتاتے ہیں جو سراسر نفس پرستی اور گمراہ گری ہے، سنی حنفی بریلوی مسلمان ہرگز اس کی طرف توجہ نہ دیں۔

سوال: ایک فیملی کے کئی لوگ دوسرے ملک میں رہتے ہیں اور قربانی کے وقت وہ لوگ ہندوستان میں مقیم اپنے گھر والوں یا رشتہ داروں کو اپنی قربانی کا وکیل بنادیتے ہیں تو چونکہ وہاں کا وقت یہاں کے وقت سے پیچھے چلتا ہے مثلاً امریکہ ۱۲/ بارہ گھنٹے پیچھے ہے، یہاں رات ہوتی ہے تو وہاں دن اور وہاں دن تو یہاں رات، غرض کہ ہندوستان میں ۱۰/ ذی الحجہ کو جب عید کی نماز کے بعد قربانی ہورہی ہوگی تو وہاں ابھی رات ہی ہوگی ایسی صورت حال میں اگر امریکہ میں مقیم افراد کی طرف سے ہندوستان میں ۱۰/ ذی الحجہ کو قربانی کی جائے تو ان کی طرف سے قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: ۱۰؍ذی الحجہ کو بھی ان کی طرف سے قربانی صحیح ہو جائے گی اگر چہ ابھی وہاں قربانی کا وقت نہ ہوا ہو کیونکہ وکیل جہاں ہے وہاں کا اعتبار ہوتا ہے اگر یہاں وقت ہو گیا تو درست ہے اگر چہ وہاں ابھی وقت نہ ہوا ہو البتہ بہتر یہ ہے کہ جب امریکہ میں بھی وقتِ قربانی ہو جائے اور ہندوستان میں بھی قربانی کا وقت رہے تو ان کی طرف سے قربانی کی جائے، یہی شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا بھی فیصلہ ہے جو حسب ذیل ہے: موکل کے یہاں یوم النحر کی صبح صادق نہ ہوئی اور وکیل اضحیہ کے یہاں صبح ہوگئی تو کیا وکیل کے قربانی کرنے سے واجب ادا ہو جائے گا؟ بھر پور بحث کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ موکل کی طرف سے قربانی صحیح ہوگی،لاطلاق نصوص الفقھا بان المعتبر مکان الذبح لامکان المالك ولصیانۃ امور المسلمین مگر احتیاط یہی ہے کہ وکیل اس وقت قربانی کرے کہ موکل کے یہاں بھی فجر یوم النحر طلوع ہو چکی ہو[فیصلہ جات شرعی کونسل،۹۵]۔

سوال: قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا ضروری ہے،اگر تھوڑا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں،اور مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ،خوبصورت اور بڑا ہو،حدیث شریف میں ہے :قَالَ النَّبِیُّ صَلیَّ اللہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ :اِنَّ اَحَبَّ الضَّحَایَااِلیٰ اللہِ اَغۡلَاھَا وَاَسۡمَنَھَا[سنن کبریٰ،۹/ ۲۷۲]یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ قربانی وہ ہے جو زیادہ مہنگی اور زیادہ فربہ(موٹا) ہو۔

سوال: جس جانور کے خصیے نکال دیے گیے ہوں(خصی) اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جن دو مینڈھوں کی قربانی کی ان کے خصیے نکالے ہوئے تھے یعنی وہ دونوں جانور خصی تھے ،فتاویٰ امجدیہ میں ہے: خصی کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے حدیث میں ہے:ذبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبشین اقرنین موجوئین [ج ۳: ص ۳۰۵:] فقیہ بے بدل امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: خصی کی قربانی

افضل ہے اوراس میں ثواب زیادہ ہے [فتاویٰ رضویہ، ۸/۴۴۲]۔

سوال: وہ مادہ جانور جو بانجھ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مادہ جانوروں میں بانجھ ہونا عیب نہیں ہے اسی وجہ سے فقہائے کرام نے اسے جانوروں کے عیوب میں شمار نہ فرمایا لہٰذا بانجھ جانوروں کی قربانی جائز ہے جبکہ کوئی اور وجہ مانع نہ ہو، فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ بانجھ بکری کی قربانی جائز ہے کہ وہ خصی کے مثل ہے اسی لیے فقہائے کرام نے اسے قربانی کے جانوروں میں عیوب نہیں شمار فرمایا [فتاویٰ فیض الرسول، ج، ۲/ص، ۴۶۱]۔

سوال: خنثیٰ جانور کی قربانی جائز یا نہیں؟

جواب: خنثیٰ جانور کی قربانی جائز نہیں، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: خنثیٰ کہ نر و مادہ دونوں کی علامتیں رکھتا ہو، دونوں سے یکساں پیشاب آتا ہو کوئی وجہ ترجیح نہ رکھتا ہو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں کہ اس کا گوشت کسی طرح پکائے نہیں پکتا ویسے ذبح سے حلال ہو جائے گا اگر کوئی کچا گوشت کھائے، کھائے۔ [فتاویٰ رضویہ، ۸ / ۳۳۴]۔

سوال: جانور کا سینگ ٹوٹ چکا تھا مگر اب دوبارہ پھر نکل آیا ہے اور زخم بھر چکا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سینگ جب تک جڑ تک نہ ٹوٹے اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر آدھے سے زائد بلکہ جڑ تک ٹوٹ جائے مگر دوبارہ نکل آئے اور زخم بھر جائے تو اس کی قربانی بلا کراہت جائز ہے، فقیہ بے بدل امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: سینگ ٹوٹنا اس وقت قربانی سے مانع ہوتا ہے جبکہ سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے اگر اوپر کا حصہ ٹوٹ جائے تو مانع نہیں پھر اگر ایسا ہی ٹوٹا تھا کہ مانع ہوتا مگر اب زخم بھر گیا عیب جاتا رہا تو حرج نہیں، لان المانع قد زال وھذا ظاھر [فتاوی رضویہ، ج ۸: ص ۴۶۹:]۔

سوال: جس جانور کے پیدائشی کان یا دم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ ایسے جانور کی قربانی جائز و درست ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: جس جانور کی اصل پیدائش میں کان اور دم نہ ہو امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے [فتاوی رضویہ، ج ۸: ص ۴۷۰:]۔

سوال: بھینگا، اندھا، کانا اور لنگڑا جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: بھینگا جانور کی قربانی جائز ہے البتہ اندھا جانور کی قربانی ناجائز ہے یونہی جس کانا اور لنگڑا جانور کا کاناپن اور لنگ ظاہر ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں، بہار شریعت میں ہے: بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے، اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کاناپن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز [۳/۳۴۱]۔

سوال: جس جانور کے دانت نہ ہوں یعنی دانت اُگنے کے بعد اس قدر ٹوٹ گیے ہوں کہ چارہ نہ کھا پاتا ہو یا تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے جانوروں کی قربانی جائز نہیں، بہار شریعت میں ہے: جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے [۳/۳۴۱]۔

سوال: کن کن جانوروں کی قربانی ہو سکتی ہے اور ان کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

جواب: اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ اور دنبہ نر ہوں یا مادہ ان سب کی قربانی ہو سکتی ہے، نیز اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے بھینس کی دو سال اور بکری یا بکرا کی ایک سال ہونی چاہیے، ان جانوروں کی عمر اس سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی اگرچہ ایک ہی دن کیوں نہ ہو اور مذکورہ عمروں سے زیادہ ہونا افضل و مستحسن ہے، البتہ بھیڑ اور دنبہ کی عمر کامل ایک سال ہونا ضروری نہیں، یہاں تک کہ چھ ماہہ بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے [ملخصا، بہار شریعت، ۳/۳۳۹، ۳۴۰]۔

سوال: قربانی کا بکرا سال بھر کا ہے مگر ابھی دانت نہیں نکلا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر بکرا واقعی سال بھر کا ہے تو اس کی قربانی بلا شبہ جائز ہے اگرچہ ابھی دانت نہ نکلے ہوں کہ قربانی کے لیے بکرا یا بکری کی عمر سال بھر ہونا ضروری ہے، دانت نکلنا ضروری نہیں، حدیث شریف میں ہے: **ضحوا بالثنایا** [ہدایہ آخرین، ۴۳۳] یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ثنایا'' کی قربانی کرو اور ''ثنایا'' ایک سالہ بکری یا ایک سالہ بکرا کو کہتے ہیں، فتاویٰ شامی میں ہے: **صح الثنی فصاعدا والثنی ھو ابن حول من الشاۃ**

[کتاب الاضحیۃ،ملخصا]۔

سوال: کس جانور میں کتنے لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟

جواب: اونٹ، گائے اور بھینس میں زیادہ سے زیادہ سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں اور بھیڑ و دنبہ اور بکری صرف ایک شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے ،امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: گائے یا اونٹ میں دو سے سات تک شریک ہو سکتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کسی طرح باہم حصہ کریں جبکہ ایک حصہ سے کم نہ ہو جائز ہے [فتاویٰ رضویہ،۸/۴۶۸]
اسی میں ہے: بکرا بکری ایک سال سے کم کا قربانی میں ہرگز جائز نہیں [ایضا،۴۴۲]۔

سوال: کسی جانور میں بدمذہب بھی شریک ہو تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہونچی ہو اگر ایسا بدمذہب بڑے جانوروں میں شریک ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی،کتب فقہ میں مصرح ہے کہ اگر کوئی شریک نصرانی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی صحیح نہیں ہوتی، درمختار میں ہے: ان کان شریك الستة نصرانیا لم یجز عن واحد[۹/۴۷۲]۔

سوال: مرحومین کے نام قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: مرحوم ماں باپ یا اساتذۂ کرام یا اولیائے عظام وغیرہم کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے،فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام و اولیائے عظام اور دیگر اموات مسلمین کی طرف سے قربانی جائز ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور فرمایا: عمن لم یضح من امتی ،اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کی [فتاویٰ امجدیہ، ج ۳: ص ۳۲۴:]۔

سوال: قربانی کا گوشت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص کو بھی کھلا سکتا ہے اور مستحب یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک حصہ فقرا کے لیے، ایک حصہ دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے،کل گوشت کو صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور کل کو گھر والوں کے لیے رکھ لینا بھی ،بلکہ اگر اس کے اہل و عیال بہت ہوں اور وہ صاحب وسعت نہ ہو تو سارا گوشت اپنے بچوں ہی کے لیے رکھ لینا افضل ہے [ملخصا بہار

شریعت،۳/۳۴۵]۔

سوال: قربانی اگر منت کی ہو تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

جواب: منت کی قربانی کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ مالدار صاحب نصاب شخص کو کھلا سکتا ہے بلکہ کل گوشت صدقہ کرنا واجب ہے، منت ماننے والا فقیر ہو خواہ غنی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے: ان وجبت بالنذر فلیس لصاحبھا ان یاکل منھا شیئا ولا ان یطعم غیرہ من الاغنیا سواء کان الناذر غنیا او فقیرا لان سبیلھا التصدق ولیس للمتصدق ان یاکل من صدقتہ ولا ان یطعم الاغنیاء [ج،۶،ص،۸]۔

سوال: قربانی کا گوشت یہاں کے غیر مسلموں کو دینا کیسا ہے؟ اگر کسی نے دے دیا تو اس کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

جواب: قربانی کا گوشت یہاں کے غیر مسلموں کو دینا شرعا جائز نہیں اگر کسی نے دے دیا تو گنہگار ہوا، اسے چاہیے کہ توبہ کرے البتہ قربانی ہو جائے گی، امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے"وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ، پھر بھی اگر کوئی اپنی جہالت سے دے گا قربانی میں کوئی حرج نہ کرے گا[فتاویٰ رضویہ،۸/۴۶۷]۔

سوال: شرکا کے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر شرکا نے کسی کو گوشت تقسیم کرنے کا وکیل بنا دیا ہو تو وکیل کو اختیار ہے وہ چاہے گوشت وزن کر کے تقسیم کرے یا اندازہ سے دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر شرکا نے کسی کو گوشت کی تقسیم کا وکیل نہ بنایا ہو تو ان کا اپنے درمیان قربانی کا گوشت اندازہ سے تقسیم کرنا شرعا جائز نہیں بلکہ انہیں چاہیے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کریں تاکہ کسی کو کم زیادہ نہ ملے، اس معاملے میں شرکا کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ "اگر کسی کو زائد چلا گیا تو معاف کر دیں گے" کیونکہ یہ حق شرع ہے جو کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں، بہار شریعت میں ہے: شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضرور ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم و بیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لیے جائز کر دے گا کہہ دے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا ہے تو معاف کیا کہ یہاں عدم جواز حق شرع

ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں [۳/۳۳۶]۔

سوال: قربانی کا گوشت کتنے دنوں تک رکھ سکتے ہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ تین دنوں تک رکھ سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔

جواب: شروع اسلام میں قربانی کا گوشت تین دنوں تک ہی رکھنے کی اجازت تھی اس سے زیادہ جمع کرنے سے حضور نے منع فرمادیا تھا جس کی خاص وجہ یہ تھی کہ دیہات میں بسنے والے لوگ قربانی کے دنوں میں گوشت کی خواہش لے کر شہر میں حاضر ہوتے کہ ہمیں بھی کچھ گوشت مل جائے گا لیکن بعد میں جب اس کی ضرورت نہ رہی تو آپ نے تین دن سے زائد گوشت جمع کرنے کی اجازت عطا فرما کر پہلا حکم منسوخ فرمادیا چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں: اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ لِجُهْدِ النَّاسِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْهَا [ابن ماجہ، کتاب الاضحیۃ، باب ادخار لحوم الاضاحی، ۲/۲۲۸]۔

یعنی حضور نے لوگوں کی تنگی کی بنا پر قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا پھر بعد میں اس کی اجازت دے دی۔ اور حضرت نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا [ایضا] یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع کیا تھا تو اب کھاؤ اور جمع کرو۔

سوال: اگر قربانی میت کی طرف سے ہو تو اس کا گوشت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر میت نے قربانی کی وصیت کی تھی تو کل گوشت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر میت نے قربانی کی وصیت نہیں کی تھی بلکہ یہ شخص اپنی طرف سے تبرعا میت کے ایصال ثواب کے لیے اس کے نام سے قربانی کر رہا ہے تو اپنی قربانی کی طرح اسے بھی تین حصے کرنا مستحب ہے ایک اپنے لیے، دوسرا خویش و اقارب کے لیے اور تیسرا فقرا و مساکین کے لیے، فقیہ فقید المثال امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: اس کے بھی یہی حکم ہیں جو اپنی قربانی کے، کہ کھانے کِھلانے، تصدق، سب کا اختیار ہے اور مستحب تین حصے ہیں ایک اپنا، ایک اقارب، ایک مساکین کا ہاں اگر میت کی طرف سے بحکم میت کرے تو وہ سب تصدق کی جائے [فتاویٰ رضویہ، ۸/۴۶۶]۔

سوال: قربانی کا چمڑا کہاں کہاں صرف کر سکتے ہیں؟

جواب: قربانی کا چمڑا ہر نیک کام میں صرف کر سکتے ہیں بلکہ اسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں بھی لاسکتے ہیں مثلاً مصلیٰ بنانا،مشکیزہ بنانا یا کتاب کی جلد سازی کرنا وغیرہ یونہی خاص چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل بھی سکتے ہیں جسے باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لاسکیں جیسے کتاب وغیرہ البتہ ایسی چیز سے نہیں بدل سکتے جسے فنا کر کے نفع اٹھانا پڑے مثلاً غلہ یا روپے پیسے وغیرہ،فتاویٰ رضویہ میں ہے: قربانی کی کھال ہر اس کام میں صرف کر سکتے ہیں جو قربت وکارِ خیر و باعث ثواب ہو[ج،۸،ص،۴۷۵]اسی میں ہے: اسے باقی رکھ کر اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں مثلاً ان کے مشک ،ڈول یا کتابوں کی جلدیں بنوالیں **لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "وادخروا"** اپنے استعمال کے لیے اُس سے وہ چیزیں خرید سکتے ہیں جو باقی رکھ کر استعمال ہوتی ہیں جیسے برتن،کتابیں وغیرہا[۸ / ۴۸۵]اسی میں ہے: اپنے لیے کسی ایسی چیز سے بیچیں جو خرچ ہو کر کام میں آتی ہے جیسے کھانے پینے کی چیزیں یہ ناجائز ہے[ایضا،۴۸۶]۔

سوال: قربانی کی کھال مسجد یا مدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مسجد ومدرسہ بھی کارِ خیر ہیں لہذا یہاں بھی دینا جائز ہے،فقیہ اعظم مفتی امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں: چرمِ قربانی کو کارِ خیر میں صرف کرنا جائز ہے،دینی مدرسہ بھی امورِ خیر سے ہے اس میں بھی صرف کر سکتے ہیں،مسجد میں بھی صرف کرنا جائز ہے[فتاویٰ امجدیہ،۳/ ۳۲۶]۔

سوال: قربانی کا چمڑا بیچنے کے بعد اس کا پیسہ مسجد ومدرسہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کسی نے دے دیا تو وہ پیسہ مسجد ومدرسہ کے کاموں میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کا چمڑا اگر اس لیے بیچا کہ اس کی قیمت نیک کام میں صرف کرے گا تو ایسا پیسہ مسجد ومدرسہ میں دینا اور اس پیسے کا مسجد ومدرسہ کے کاموں میں صرف کرنا دونوں جائز ہے اور اگر وہ چمڑا اپنے لیے یا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے کے لیے بیچا تو وہ روپیہ مسجد ومدرسہ میں نہیں لگا سکتے بلکہ کل روپیہ فقیر شرعی پر صدقہ کرنا ضروری ہے ہاں اگر فقیر شرعی بعد قبضہ اپنی طرف سے مسجد ومدرسہ کو دے تو کچھ مضائقہ نہیں،فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر کھالیں صرف مسجد کے لیے پہلے سے دیدی جائیں یا ان کا داموں کے عوض بیچنا اپنے صرف میں لانے کے

لیے نہ ہو بلکہ امور قربت وثواب کی غرض سے ہو تو ان داموں کا مسجد کے صرف کے لیے دیدینا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر کھالیں اپنے صرف میں لانے کے لیے داموں کو بیچ ڈالیں تو یہ دام مسجد میں صرف نہیں ہو سکتے بلکہ مساکین کو دیئے جائیں جس مسکین کو دے وہ اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں [۸ / ۴۷۴]۔

سوال: قربانی کا چمڑا والدین یا سادات کرام کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قربانی کی کھال زکوۃ کی طرح صدقہ کرنا واجب نہیں لہذا قربانی کا چمڑا والدین اور سادات کرام کو بھی دے سکتے ہیں کہ یہ صدقہ کی نیت سے ہو تو صدقۂ نافلہ ورنہ ہدیہ ہے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: قربانی کی کھال سادات کرام کو دینا جائز ہے، اپنے ماں باپ اولاد کو بھی دے سکتا ہے، شوہر زوجہ کو، زوجہ شوہر کو دے سکتی ہے، وہ بہ نیت تصدق ہو تو صدقۂ نافلہ ہے ورنہ ہدیہ [فتاویٰ رضویہ، ۸ / ۴۷۱]۔

سوال: قربانی کا گوشت قصاب یا ذبح کرنے والے (امام) کو دینا کیسا ہے؟

جواب: قصاب کو ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت یا چمڑا دینا جائز نہیں ہاں دیگر مسلمان احباب کی طرح اسے بھی بلا اجرت دینے میں حرج نہیں، یونہی بعض مقامات پر قربانی کا چمڑا مسجد کے امام کو دیتے ہیں اگر تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطور مدد کے دیں تو حرج نہیں. بہار شریعت میں ہے: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے، قصاب کو اجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمان کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے [ج، ۳ ص، ۳۴۶، ۳۴۷]۔

سوال: ذبح صحیح ہونے کے لیے کتنی رگوں کا کٹنا ضروری ہے؟

جواب: جانور کے چار مخصوص رگوں کو کاٹنا ذبح کہلاتا ہے جن میں سے کم از کم تین رگوں کو کاٹنا لازم ہے اگر تین سے کم صرف دو ہی کٹیں تو جانور حلال نہ ہوگا، فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر چاروں یا تین (رگیں) کٹ گئیں ذبح ہو گیا، جانور حلال، اور اگر صرف دو ہی کٹیں حلقوم ومری دونوں نیچے رہ گئے ذبح نہ ہوا اور جانور مردار [۸ / ۳۱۸]۔

سوال: رات میں قربانی کرنا کیسا ہے؟

جواب: ذبح میں مخصوص رگوں کو کاٹنا ضروری ہے چونکہ رات میں ذبح کرنے میں

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے قربانی کرتے دیکھا اور آپ اس کے پٹھے پر پیر رکھے ہوئے تھے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

قُوْمِیْ یَا فَاطِمَةُ فَاشْهَدِیْ اُضْحِیَّتَكِ فَاِنَّهٗ یُغْفَرُ لَكِ بِاَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِهَا كُلُّ ذَنْبٍ اَصَبْتِیْهِ [کنز العمال، ۵/۲۲۱]

یعنی اے فاطمہ! کھڑی ہو اور اپنی قربانی پر حاضر ہو، بے شک قربانی کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ تمہارے ہر پچھلے گناہ کی مغفرت کر دی جائے گی۔

سوال: قربانی کا جانور مر گیا تو کیا دوسرے جانور کی قربانی کرنا ضروری ہے؟

جواب: مالدار (مالک نصاب) پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہے اور فقیر پر دوسرا جانور قربان کرنا کچھ ضروری نہیں، درمختار میں ہے: **لو ماتت فعلی الغنی غیرها لا الفقیر**" [ج۹، ص۴۷۱]۔

سوال: قربانی کا جانور چوری ہو گیا یا گم ہو گیا اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا گیا پھر پہلا جانور مل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مالک نصاب کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس ایک کی چاہے قربانی کر دے اور فقیر پر لازم ہے کہ دونوں جانور کی قربانی کرے، درمختار میں ہے: **وضلت اوسرقت فشریٰ اُخریٰ فظهرت فعلی الغنی احداهما وعلی الفقیر كلاهما** [ج۹، ص۴۷۱] ہاں مالک نصاب نے اگر پہلے جانور کی قربانی کی تو اگرچہ اس کی قیمت دوسرے جانور سے کم ہو کچھ حرج نہیں اور اگر دوسرے جانور کی قربانی کی اور اِس کی قیمت پہلے سے کم تھی تو جتنی کمی ہے اتنی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر دونوں کی قربانی کر دی تو کچھ صدقہ کرنا واجب نہیں [بہار شریعت، ج۳، ص۳۴۲]۔

سوال: مالدار شخص کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکا اور قربانی کے دن گذر گیے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر قربانی کے لیے جانور خرید چکا ہے تو اسے یونہی زندہ صدقہ کر دے ورنہ ایک متوسط درجہ کی بکری کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، بہار شریعت میں ہے: ایام نحر گذر گیے اور جس پر قربانی واجب تھی اس نے نہیں کی ہے تو قربانی فوت ہو گئی اب نہیں ہو سکتی پھر اگر غنی

غلطی کا اندیشہ ہے اس اندیشہ کی وجہ سے رات میں ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ضرورت در پیش ہو یا غلطی کا امکان نہ رہے تو کچھ کراہت نہیں، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: رات کو ذبح کرنا اندیشۂ غلطی کے باعث مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اور ضرورت واقع ہو مثلاً صبح کے انتظار میں جانور مر جائے گا تو کچھ کراہت نہیں، لانہ الاٰن مامور بہ حذرا عن اضاعۃ المال، پھر کراہت اس فعل میں ہے، ذبح اگر صحیح ہو جائے، ذبیحہ میں کچھ کراہت نہیں لتبین ان الغلط لم یقع، درمختار میں ہے، کرہ تنزیہا الذبح لیلا لاحتمال الغلط۔[فتاوی رضویہ،۸/۳۱۵]۔

سوال: کیا جانور کے ہاتھ پاؤں پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: جانور کے ہاتھ پاؤں پکڑنے والے بندش کی رسی کی طرح ہیں لہٰذا ان پر بسم اللہ پڑھنا کچھ ضروری نہیں ہاں اصل ذبح کرنے والے یونہی چھری چلانے میں ذبح کرنے والے کی مدد کرنے والے پر بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی بھی جان بوجھ کر تکبیر چھوڑے گا جانور مردار اور حرام ہوگا، فتاویٰ رضویہ میں ہے :اصل ذابح پر تکبیر کہنی لازم اور اسی کی تکبیر کافی ہے، سر یا پاؤں پکڑنے والے کی تکبیر کی اصلاً حاجت نہیں، نہ اس کا کافر مشرک ہونا کچھ مضر، فان الذبح انما ھو قطع العروق لا الا خذ بالراس والقوائم کما لا یخفی، ہاں اگر ایک نے دوسرے کو نفس ذبح میں مدد دی، مثلاً زید ذبح کرتا ہے، عمرو نے دیکھا اس کا ہاتھ ضعیف ہے، ذبح میں دیر ہوگی، اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا، اور دونوں نے مل کر چھری پھیری، تو بیشک دونوں میں جو کوئی قصداً تکبیر نہ کہے گا جانور حرام ہو جائے گا[۸/۳۱۶]۔

سوال: اپنی قربانی خود کرسکتا ہے یا دوسرے سے ہی کرانا ضروری ہے؟

جواب: جو شخص اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اسے بہتر ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھوں کرے اور اگر اچھی طرح ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے سے کرائے مگر اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ وقت قربانی حاضر رہے، حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْبَحُ اُضْحِیَّتَهُ بِیَدِهٖ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلٰی صِفَاحِهَا[ابن ماجه، کتاب الاضحیة، ۲/۸۲۲]

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

(مالک نصاب) نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کر دے اور خریدا نہ ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے [ج،۳،ص،۳۳۸]۔

سوال: قربانی کے جانور کی کون کون سی چیز حلال اور کون کون سی چیز حرام ہیں؟

جواب: جانور قربانی کا ہو یا غیر قربانی کا، ہر حلال مذبوحہ جانور کے سب اجزا حلال ہیں مگر بعض یا تو حرام ہیں یا ممنوع یا مکروہ، امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی قوت استنباط سے ایسی ۲۲ر چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے جو یہ ہیں (۱) رگوں کا خون (۲) پتا (۳) پھکنا (۴) علامات نر (۵) علامات مادہ (۶) بیضے (۷) غدود (۸) حرام مغز (۹) گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں (۱۰) جگر کا خون (۱۱) تلی کا خون (۱۲) گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے (۱۳) دل کا خون (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتے میں ہوتا ہے (۱۵) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (۱۶) پاخانہ کا مقام (۱۷) اوجھڑی (۱۸) آنتیں (۱۹) نطفہ (۲۰) وہ نطفہ کہ خون ہوگیا (۲۱) وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا (۲۲) وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مرگیا [فتاویٰ رضویہ،۸/۳۲۷]۔

عقیقہ کے احکام

سوال: (۱) قربانی کے جانور میں عقیقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو لڑکا اور لڑکی کی طرف سے کتنے کتنے حصے دینے ہوں گے؟۔

جواب: بڑے جانور میں شریک ہونے والے تمام شرکا کی نیت ''حصول ثواب'' ہونا ضروری ہے، قربانی کی طرح عقیقہ بھی اللہ کی قربت اور ثواب کا ایک طریقہ ہے لہذا ایک جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کی شرکت جائز ہے، اور بڑے جانور میں عقیقہ رکھنے میں افضل یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو حصے اور لڑکی کی طرف سے ایک حصہ رکھا جائے اور اگر کسی نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی حصہ رکھا جب بھی کوئی حرج نہیں، فتاویٰ امجدیہ میں ہے: کتب فقہ میں مصرح ہے کہ گائے یا اونٹ کی قربانی میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے، تو جب قربانی میں عقیقہ کی شرکت جائز ہوئی، تو معلوم ہوا کہ گائے یا اونٹ کا ایک جزء عقیقہ میں ہو سکتا ہے اور شرع نے ان کے ساتویں حصہ کو ایک بکری کے قائم مقام رکھا ہے لہذا لڑکے کے عقیقہ میں دو حصے ہونے چاہیے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ یعنی ساتواں حصہ کافی ہے [۳/۳۰۲]۔

سوال: (۲) عقیقہ کا گوشت کون کون کھاسکتے ہیں؟

جواب: عقیقہ کا گوشت فقرا و مساکین اور اغنیا و مالدار، دوست و احباب اور عزیز و اقارب سبھی کھاسکتے ہیں چاہے انہیں گوشت پکا کر کھلا یا جائے یا یونہی کچا دے دیا جائے سبھی صورتیں جائز ہیں، بہار شریعت میں ہے: عقیقہ کا گوشت فقرا اور عزیز وقریب دوست و احباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت و دعوت کھلا یا جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں [ج،۳رص،۳۵۷]۔

سوال: (۳) کیا عقیقہ کا گوشت ماں باپ اور دادا دادی کو نہیں کھانا چاہیے؟

جواب: عقیقہ کا گوشت دیگر لوگوں کی طرح بچے کے ماں باپ اور دادا دادی اور نانا نانی بھی کھاسکتے ہیں، بہار شریعت میں ہے: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں [ج،۳رص،۳۵۷]۔

تکبیر تشریق کے احکام

سوال: (۱) تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے، تکبیر تشریق یہ ہے: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"۔

سوال: (۲) جو شخص تنہا نماز پڑھے کیا اسے بھی تکبیر تشریق کہنا ضروری ہے؟

جواب: تنہا نماز پڑھنے والے پر تکبیر اگر چہ واجب نہیں مگر وہ بھی کہہ لے تو بہتر ہے، بہار شریعت میں ہے: منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے [ج،۱رص،۷۷۲]۔

سوال: (۳) کیا مسبوق مقتدی کو بھی تکبیر تشریق کہنا ضروری ہے؟

جواب: مسبوق پر بھی تکبیر واجب ہے مگر مسبوق تکبیر اس وقت کہے جب اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیرے، تنویر میں ہے: والمسبوق یکبر وجوبا کاللاحق لکن عقب القضاء لما فاتہ [ج،۳رص،۶۵]۔

سوال: عورتوں پر تکبیر تشریق واجب ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں پر تکبیر واجب نہیں اگر چہ باجماعت نماز پڑھی ہو، [بہارِ شریعت، ج،۳ص،۷۸۵]۔

اجتماعی قربانی اور اس کی ٹھیکیداری کے شرعی احکام

پہلے عام طور پر ٹھیکیداری گورمنٹی اور عمومی کاموں میں ہوا کرتی تھی مگر آج کل اس کا دائرۂ اثر عبادات تک پہونچ چکا ہے، ہندوستان میں اس وقت جگہ جگہ بڑے جانوروں کی قربانی میں ٹھیکیداری (اجتماعی قربانی) دن بدن بڑھتی جارہی ہے اس سلسلے میں کئی گوشے عوام کے لیے باعث اشکال وتردد ہوتے ہیں مثلا آدمی کہیں اور ہوتا ہے اور قربانی کہیں اور جگہ ہوتی ہے کیا یہ شرعا جائز ہے نیز جس جانور میں اس کا حصہ دیا جائے گا اس کے دیگر شرکا ایمان وعقیدہ کے معاملہ میں کیسے ہیں؟ یونہی ذبح کرنے والوں کا اعتقادی معاملہ کہاں تک درست ہے ؟اور ذبح میں کہاں تک احتیاط سے کام لیتے ہیں وغیرہ یہ وہ امور ہیں جو یقینا عوام کے لیے خلجان کے اسباب ہیں جنہیں حل کر کے عوام کی فکری الجھن دور کرنا از حد ضروری امر تھا، اس کی دقت اور اہمیت کے پیش نظر شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے گیارہویں سیمینار میں ارباب فقہ وفتاویٰ اور اصحاب علم ودانش کی بزم تحقیق میں یہ مسئلہ رکھا گیا اور بحمدہ تعالیٰ کونسل کے معزز ارباب حل وعقد کی موجودگی میں اس کے تمام ضروری گوشوں پر کافی غور وخوض کے بعد فیصلہ نوٹ کیا جا چکا ہے جو عوام وخواص سب کے لیے یکساں مفید وکارآمد ہے بغرض افادہ یہاں من وعن فیصلہ جات مع سوالات قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں۔

سوال(۱): قربانی کے لیے بینک قائم کرنے اور اس کے لیے ٹھیکیداری کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قربانی بینک والے اور ٹھیکیدار جانوروں کے خریدنے اور قربانی کرنے میں قربانی کرنے والے کے وکیل ہوتے ہیں اور ایسی وکالت شرعا جائز ہے بشرطیکہ قربانی کے تمام شرکا وذابح (ذبح کرنے والے) سنی صحیح العقیدہ ہوں درمختار میں ہے: التوکیل صحیح بالکتاب والسنة وھواقامة الغیر مقام نفسه فی تصرف جائز معلوم، بعض صورتوں میں یہ اجارہ پر بھی مشتمل ہوتی ہے کالسمسرۃ، اس ضمن میں دو شقیں یہ سامنے

آئیں کہ ٹھیکیدار جانور کو کبھی شرکا کی طرف سے خرید لیتا ہے اور کبھی ٹھیکیدار پہلے ہی سے جانور خرید کر رکھ لیتا ہے بعد میں شرکا تلاش کر کے قربانی کرتا ہے، ان دوصورتوں کا فیصلہ یہ ہوا کہ اگر ٹھیکیدار نے متعین جانور کسی کے لیے خریدا اور اس کے حکم سے قربانی کرائی تو بالاتفاق وہ قربانی صحیح ہوئی اور اگر ٹھیکیدار جانور پہلے سے خریدے تو وہ ٹھیکیدار ہی اس کا مالک ہے، اب تاوقتیکہ جن کے نام سے قربانی کرنی ہے وہ خود متعین جانور اس سے نہ خریدیں، قربانی نہ ہوگی یا یہ کہ قربانی کرنے والا (مضحی) کسی کو وکیل شرا بنائے یا ٹھیکیدار قربانی کرنے والے کے حکم سے کسی کو وکیل شرا مقرر کرے او وہ وکیل شرا متعین جانور کو خرید کر قربانی کرے یا قربانی کا حکم دے تو قربانی صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔ [فیصلہ جات شرعی کونسل، ۲۹۵]

سوال (۲): قربانی کے لیے رقم کی مقدار مقرر کر کے ٹھیکہ دینے لینے کا شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: قربانی کے لیے رقم کی مقدار مقرر کر کے ٹھیکہ لینا دینا جائز ہے اگر قربانی پر مقررہ رقم سے زائد خرچ ہوا تو مضحی (قربانی کرنے والا) اسے ادا کرے اور اگر کچھ رقم قربانی اور اس کے مصارف سے بچ گئی تو اگر وہاں کا عرف واپسی کا ہے تو مضحی (جس کی طرف سے قربانی ہوئی ہے) کو واپس کرنا لازم ہے ہاں اگر مضحی کسی خاص یا عام مصرف خیر میں خرچ کرنے کی اجازت دے تو اس کے مطابق خرچ کیا جائے، اگر یہ عرف ہے کہ باقی ماندہ رقم واپس نہیں کی جاتی ہے تو ٹھیکیدار لے سکتا ہے لیکن اگر عرف کے خلاف پہلے ہی سے مضحی نے باقی رقم واپس لینے کی شرط کر دی ہو تو ٹھیکیدار پر واپسی لازم ہے، **فان المعروف کالمشروط وان الصریح یفوق الدلالۃ**۔ [مصدر سابق، ۲۹۵، ۲۹۶]۔

سوال (۳): قربانی کی کھال کے عوض ٹھیکہ دینے یا گوشت کٹوانے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قربانی کی کھال کے عوض ٹھیکہ دینا یا گوشت کٹوانا شرعا ممنوع اور ناجائز ہے کہ یہ تمول کے لیے معنی بیع میں ہے درمختار میں ہے: **لا یعطی اجر الجزار منھا لانہ کبیع** [ایضا]۔

سوال (۴): قربانی بینک میں یا ٹھیکیدار کو رقم جمع کر دینے سے صاحب نصاب پر واجب قربانی نیز حج تمتع وقران میں واجب قربانی سے بری الذمہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: قربانی بینک میں یا ٹھیکیدار کو رقم جمع کر دینے سے موجودہ حالات میں صاحب نصاب کا اپنی واجب قربانی سے، اسی طرح حج تمتع وقران میں حاجی کا واجب قربانی سے

بری الذمہ ہونا محض محتمل ہے، مظنون ومتیقن نہیں، کیونکہ رقم جمع کرنے والے کو یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ اس کی قربانی متعین وقت پر ہوئی یا نہیں یا یہ کہ سرے سے قربانی ہی نہیں ہوئی، اسی طرح یہ پتہ نہیں چل پاتا کہ رمی قربانی سے پہلے کرلی ہے، نہ ہی معلوم ہو پاتا ہے کہ حلق یا قصر سے پہلے قربانی ہو چکی ہے خصوصا سعودی قربانی بینکوں میں ہرگز قربانی کی رقم نہ دی جائے کہ وہ بالعموم وہابیہ سے ذبح کراتے ہیں جو اپنے مذہب کے مطابق افعال حج و دیگر عبادات کو انجام دینے کے سلسلے میں حجاج پر جبر بھی کرتے ہیں جبکہ حج تمتع وقران والے حاجی پر واجب ہے کہ قربانی سے پہلے رمی کرے پھر قربانی کرے پھر حلق یا قصر کرے ہاں اگر کوئی ایسی تنظیم یا ادارہ یا ایسا فرد ہو جو لائق اعتماد ہو اور قربانی کی رقم جمع کرنے والے کو بھی اس کے حالات کے پیش نظر ذاتی طور پر اطمینان کافی ہو اور وہ قربانی ہو جانے کی اطلاع دیدے تو یہ صورت اب احتمال سے ظن غالب ملحق بالیقین کے درجہ میں داخل ہوگی اور حاجی یا قربانی کرنے والے کو شرعا بری الذمہ قرار دیا جائے گا پھر بھی اگر بعد میں معلوم ہوا کہ قربانی افعال حج میں ترتیب کے خلاف ہوئی ہے تو دم واجب ہوگا[حوالہ سابق، ۲۹۷]۔

سوال(۵): بڑے جانوروں کے شرکا اور ذبح کرنے والوں کے عقائد معلوم نہ ہونے کی صورت میں قربانی کا کیا حکم ہوگا؟

جواب: اس کی چند صورتیں ہیں۔(۱) جس آبادی میں سنی صحیح العقیدہ لوگ رہتے ہوں وہاں قربانی صحیح ہو جائے گی اگر چہ شریک یا ذابح کے عقائد کی تحقیق نہ ہو کہ ظاہر حال سنی صحیح العقیدہ ہونے کا ہے **والحکم علی الظاهر والله یتولی السرائر**۔(۲) جس آبادی میں ایسے بدمذہب بھی رہتے ہوں جن کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے خواہ کفر کلامی ہو یا فقہی مگر اکثریت وغلبہ سنی صحیح العقیدہ لوگوں کا ہے تو ظاہر حال کے مطابق قربانی کی صحت کا حکم ہوگا البتہ بہتر یہ ہے کہ ذابح یا شریک کے عقائد کی تحقیق کرلے۔(۳) جس آبادی میں غلبہ بدمذہب کا ہو تو وہاں ذابح یا شریک کی صحت عقائد کی تحقیق کے بغیر قربانی جائز نہ ہوگی۔(۴) اگر قربانی کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ مشترک جانور میں کوئی مذکورہ بدمذہب شامل ہو گیا یا اس نے ذبح کیا ہے تو قربانی صحیح نہ ہوگی اگر ایام قربانی باقی ہیں تو پھر سے قربانی کرنا واجب ہے ورنہ اتنی رقم کا تصدق لازم، فتاویٰ رضویہ میں ہے: قادیانی صریح مرتد ہیں ان کا ذبیحہ قطعی مردار ہے اور غیر مقلد وہابیہ پر بوجوہ کثیرہ الزام کفر ہے ان میں جو منکر ضروریات دین ہیں وہ تو بالاجماع کافر ہی ہیں ورنہ فقہائے

کرام ان پر حکم کفر فرماتے ہیں اور ذبیحہ کا حلال ہونا نہ ہونا حکم فقہی ہے، جمہور فقہائے کرام کے قول پر حرام ومردار کا کھانا ہوگا[ایضا،۲۹۸]۔

سوال: قربانی کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: قربانی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ پانی دے دیں، پہلے سے چھری تیز کرلیں اور جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کو ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

قربانی اپنی طرف سے ہوتو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں

"اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

اور اگر دوسرے کی طرف سے ہوتو "مِنِّیْ" کی جگہ "مِنْ" کہہ کر اس کا نام لے اور مشترک جانور میں تمام شرکاء کے نام اس طرح لیں (۱) من ۔۔۔۔۔۔۔بن۔۔۔۔۔(۲) من۔۔۔۔۔بن۔۔۔۔۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اسے قبول فرما کر خالص اپنی رضا کا ذریعہ اور ہماری اور جملہ مرحومین کی نجات اخروی کا سبب بنائے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم۔

اعتذار

مسائل اور حوالے جات کے نقل واندراج میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے پھر بھی بتقاضائے بشری اگر کہیں کوئی خامی نظر آئے تو اس بے مایہ کے قصور نظر پر محمول فرمائیں اور اصحاف فکر ونظر وارباب فقہ وافتا سے پرخلوص گذارش ہے کہ ہمیں اس خامی کی اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

[مرتب غفرلہ]

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ

بھیونڈی کے زیر اہتمام شعبہ جات و سرگرمیاں

☆**سنی جامع مسجد**: سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ شہر بھیونڈی کی نہ صرف مرکزی مسجد ہے بلکہ ایک جامع اور منصوبہ بند تحریک بھی ہے، یہ مسجد خوبصورت عمارت، بلند مینارے اور دیدہ زیب آرائش پر مشتمل ہے، وضو خانے، طہارت خانے بڑے منظم طریقے سے بنائے گیے ہیں جو عام مسجدوں سے بالکل منفرد و مختلف ہیں، گرمی سے نجات پانے کے لیے وضو خانوں اور طہارت خانوں میں پنکھے لگائے گیے ہیں، اس مسجد کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ شہر کے عوام کے مسائل پر خاص توجہ رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رمضان میں تراویح کی دو جماعت اور عین جمعہ کے دن اسکولی طلبہ کے امتحان کی وجہ سے وقت میں ترمیم و توسیع کی جاتی ہے تاکہ مسلم طلبہ بآسانی جمعہ میں شریک ہوسکیں اور رمضان المبارک کے موقع پر خارج مسجد روزہ داروں کے آرام کے لیے برقی پنکھوں اور کولر سے آراستہ ٹینٹ لگایا جاتا ہے تاکہ روزہ دار آرام کرسکیں۔

☆**نوری دارالافتا**: نوری دارالافتا تقریباً دس سال پہلے قائم ہوا ہے اور بحمدہ تعالی اپنے قیام سے لے کر اب تک تسلسل کے ساتھ دینی خدمات میں مصروف ہے اور فقہ و فتاویٰ کی بے لوث خدمات کی بنیاد پر شہر میں عوام و خواص کا اعتماد حاصل کرلیا ہے۔

☆**دینی رہنمائی**: ''ممبئی اردو نیوز'' جو ممبئی کا معروف اور مقبول روزنامہ ہے اس میں نوری دارالافتا کے فتاوے اور عوام کے پوچھے گیے سوالات کے فقہی جوابات کے لیے ''دینی رہنمائی'' کے نام سے ایک کالم شروع ہوا اور چند ہفتوں میں ہی یہ کالم معزز قارئین کا محبوب کالم بن گیا اور دیگر کالموں کی طرح دینی رہنمائی کو بھی اہمیت و وقار حاصل ہوا اور اب حال یہ ہے کہ قارئین کو ہر جمعہ اس کالم کا بے صبری سے انتظار رہتا ہے.

☆**درس مسائل شرعیہ**: روزانہ بعد نماز ظہر مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی، مسائل شرعیہ کا درس دیتے ہیں اور اخیر میں سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ بھی چلتا ہے۔

☆**درس تفسیر**: ماہ رمضان میں بعد نماز تراویح روزانہ تراویح میں پڑھی گئی سورتوں پر تفسیری بیان ہوتا ہے، جس میں سیکڑوں نمازی شریک ہوتے ہیں۔

☆**شعبہ تحقیق فی الفقہ الحنفی**: چار سال قبل ''نوری دارالافتا سنی جامع مسجد

کوٹر گیٹ“، میں شعبہ تحقیق فی الفقہ الحنفی (مفتی کورس) قائم ہوا اور بحمدہ تعالیٰ مختلف مدارس اہل سنت کے فارغ التحصیل طلبہ فقیہ اہل سنت مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی صاحب قبلہ کی خدمت میں رہ کر فقہ وافتا کی تعلیم وتربیت حاصل کر کے ملک کے مختلف گوشوں میں دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

☆**سنی عربی رضوی مدرسۃ البنات**: یہ مدرسہ تقریباً دس سال پہلے قائم ہوا اور اعدادیہ تا فضیلت کی مکمل تعلیم دی جانے لگی اور بحمدہ تعالیٰ بے شمار طالبات علم دین کے زیور سے آراستہ ہو کر دین متین کی خدمات انجام دے رہی ہیں اور آئندہ بھی یہ سلسلہ ان شاء اللہ جاری رہے گا، جس کا وقت صبح ۷/ تا ۱۱/ اور دو پہر ۲/ بجے تا ۴/ بجے شام ہے۔

☆**سنی عربی مدرسۃ کوٹر گیٹ (ناظرہ)**: روزانہ شام ۷/ بجے تا رات ۹/ بجے تجوید کے ساتھ ناظرہ اور بنیادی اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔

☆**مرکزی رویت ہلال کمیٹی بھیونڈی**: ہر ماہ پابندی سے شرعی ثبوت کے مطابق چاند کا اعلان کیا جاتا ہے اور بحمدہ تعالیٰ اہالیان شہر کو اس پر کافی اعتبار ووثوق حاصل ہوا ہے اور شہر کے ذمہ دار علما وائمہ ہر چاند رات کو پابندی سے رویت ہلال کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔

☆**حج تربیتی کیمپ**: حجاج کرام کی روانگی کے موقع ہر سال حج تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوتا ہے جس میں، حج، عمرہ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول آداب بتائے جاتے ہیں اور حجاج کرام کا پر جوش استقبال کیا جاتا ہے۔

☆**اجتماع خواتین**: ہر بدھ کو دو پہر ۲/ بجے تا ۵/ بجے سنی عربی رضوی مدرسۃ البنات میں خواتین کا ایک جلسہ ہوتا ہے جس میں شہر کی سیکڑوں خواتین شریک ہوتی ہیں۔

☆**تعلیم بالغان**: بعد نماز عشا شہر کے ان بالغ مردوں کو جنہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا انہیں صحت مخارج اور تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

☆**ختم غوثیہ ومحفل ذکرِ الٰہی**: ہر ماہ پابندی سے ختم غوثیہ کا ورد کیا جاتا ہے پھر تزکیۂ نفس کے لیے ذکر الٰہی کیا جاتا ہے جس میں شہر کے سیکڑوں حضرات شریک ہوتے ہیں اور اخیر میں لنگر غوث اعظم تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆**محفل درود**: ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء درود شریف کا وظیفہ ہوتا ہے۔

☆**اجتماعی قربانی**: شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہر سال اجتماعی قربانی کا

اہتمام ہوتا،جس میں شہر کے بے شمار حضرات حصہ لیتے ہیں ۔

☆**اعراس**: بزرگان دین واولیائے کاملین خصوصا تارک السلطنت ،حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی،اعلی حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی،اعلی حضرت امام احمد رضافاضل بریلوی،حضور مفتی اعظم ہند،حضور صدر الشریعہ،حضور حافظ ملت،حضور تاج الشریعہ وغیرہم کا عرس پاک بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

☆**مبارک راتوں کا اہتمام**: ہر سال مقدس راتوں میں عبادت وریاضت اوراد ووظائف کا اہتمام کیا جاتا ہے،مثلاً یوم عاشورہ،عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،گیارہویں شریف،شب معراج،شب برأت اور شب قدر وغیرہ۔

☆**طاق راتوں کا اہتمام**: ہر سال رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں عبادت وریاضت کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے اور اخیر میں سحری بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔جس میں بڑی تعداد میں مسلمان شریک ہوتے ہیں۔

☆**شعبہ نشرواشاعت**: یہ شعبہ بھی سنی جامع مسجد کا ایک اہم شعبہ ہے جس کے زیر اہتمام مختلف مواقع پر مختلف رسالے،کتابچے،پمفلٹ اور کلینڈر شائع ہوتے رہتے ہیں جس کی ایک اہم کڑی خود اس کتاب کی اشاعت ہے۔

☆**کفن سینٹر**: برسوں سے یہ شعبہ قائم ہے،میت کی تجہیز وتکفین اور غسل میت (مرد) کے لیے مرد اور میت (عورت) کے لیے عورت باقاعدہ مامور ہیں،جبکہ قبر کھودنے کے لیے بھی الگ سے آدمی کا انتظام ہے۔

☆**ڈیگ سینٹر**: کھانے اور پکانے کے سامان فراہم ہیں جو کم سے کم کرایے پر ضرورت مندوں کو دیے جاتے ہیں۔طباخی کے علاوہ گھریلو ضروت کی چیزیں بھی فراہم ہیں۔

اپیل برائے تعاون

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ کے یہ سارے شعبے جات اہل خیر کے تعاون ہی سے چلتے ہیں اس لیے آپ حضرات سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعاون فرما کر شعبہ جات کو استحکام بخشیں اور دارین کی سعادتوں سے مالامال ہوں۔

اپیل کنندگان: ٹرسٹیان سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ ٹرسٹ بھیونڈی

سنی جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی

قابل تقلید مسجد

"آج مورخہ ۲۱؍ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ بوقت مسانوری دارالافتا جامع مسجد کوٹر گیٹ بھیونڈی (تھانہ) میں حاضری ہوئی، دارالافتا کا نظم بہت اچھا ہے، فقہی اور دیگر دینی موضوعات پر کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے، مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی اس کو سنبھالے ہوئے ہیں، ضرورت مندوں کو جوابات سے تحریری اور تقریری ہر دو طرح نوازتے ہیں، ہر بڑے شہر میں ایک ایسا دارالافتا ہونا ضروری ہے تاکہ ضرورت مند لوگ اس سے رجوع کر کے اپنے دینی سوالات کے جوابات حاصل کرتے رہیں، اس دارالافتا میں شعبۂ قضا کا بھی نظم ہونا چاہیے تاکہ قضا کی ضرورتیں بھی یہاں سے پوری ہوں، اس جامع مسجد کے تحت اور بھی بہت سے دینی کام انجام پاتے ہیں جو خوش آئند اور مسرت بخش ہیں، دوسرے شہروں میں بھی اس طرح کے کام ہوں تو عوام الناس کے اندر بڑی بیداری آئے گی، چند شعبہ جات یہ ہیں (۱) مرکزی رویت ہلال کمیٹی بھیونڈی (۲) شعبہ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) (۳) سنی عربی رضوی مدرسۃ البنات (۴) سنی عربی مدرسہ کوٹر گیٹ (ناظرہ) (۵) حج تربیتی کیمپ (۶) تعلیم بالغان (۷) درس مسائل شرعیہ (۸) اجتماع خواتین (۹) اجتماعی قربانی (۱۰) کفن سینٹر (۱۱) ڈیگ سینٹر (۱۲) مبارک راتوں کا اہتمام (۱۳) مجلس ذکر الٰہی (۱۴) محفل درود۔

ان تقریبات سے الحمدللہ یہاں بڑی بیداری دیکھنے میں آئی ہے، یہ سب مولانا یوسف رضا قادری اور ان کے رفقا و ارکان مسجد کی کوششوں کا نتیجہ ہے، یہ سارے انتظامات دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، ایسے اچھے کاموں کی تقلید ہونی چاہیے اور کام کرنے کرانے والوں کی خوب خوب حوصلہ افزائی بھی۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری
خادم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ، ضلع مئو، (یوپی)